

سلسلہ شطاریہ بہار میں

ڈاکٹر فضیل احمد قادری

تصوف اسلام کی تاریخ میں سلسلہ شطاریہ واحد روحانی سلسلہ ہے جس کا نام روحانی خصوصیت کی وجہ سے رائج ہے ورنہ تمام سلاسل کسی جگہ یا کسی روحانی پیشوا کے نام سے موسوم ہیں۔ یہ سلسلہ حضرت بایزید طیفور بسطامی (۱) سے منسوب ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ کے متعلق بہت سی آراء ہیں، مناہج الشطار کے مصنف کی رائے بہت جامع ہے، وہ لکھتے ہیں :

شطار صیغہ مبالغہ شاطر است الشطر بمعنی جانب و طرف آید۔ چون طالب حق روئے ہمت ازہر سوگردانید متوجہ قبلہ جمال الہی باشد شاطر شد۔ چون فناء نفس و ہوا و اماتت آن در ملاحظہ توحید ذات و صفات و افعال الہی نمود و ماسوی اللہ را عدم دید و اصل حقیقی شد، شطار اطلاق یافت و لفظ شطار در رسالہ حضرت نجم الدین کبریٰ بالفظ اخیار و ابرار مذکور شدہ است این ہمہ لفظ جمع اند پس شطار ہم جمع شاطر بضم باشد چنانچہ جہال و عقال و حکام کہ جمع جاہل و عاقل و حاکم بضم است تا حسن مقابلہ اخیار و ابرار باشد و در طرح شطار بمعنی شطرنج باز و شتر تیز رو و کودک شوخ گفتہ این معنی دریں طایفہ یافتہ می شود کہ حق تعالیٰ مجاہدان فی اللہ کہ حق جہاد کہ معرفت ذات و صفات الہی حاصل می نماید و وعدہ مشاہدہ رویت خود اینہا را بقدر مرگ طبعی در دار آخرت نمودہ کہ بقدر معرفت این

جہاں رویت و مشاہدہ درآن جہاں خواہد بخشید۔ چون طایفہ موعودہ
آخرت را ہمرگ ارادی دریں جہاں خواستند پس ہم شوخ و تیز رو و
بازندہ خودی نامیدہ شدند (۲)۔

(شطار شاطر کا صیغہ مبالغہ ہے۔ الشطر کے معنی جانب اور طرف
کے ہوتے ہیں۔ جب طالب حق ہر طرف سے روگردانی کرکے جمال
الہی کے قبلہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو شاطر ہو جاتا ہے چونکہ اس
میں وہ فنا نفس و ہوا اور اماتت، ملاحظہ توحید اور ذات و صفات
الہی سے دوچار ہوتا ہے۔ اللہ کے سوا کسی کو نہیں دیکھتا اور
اصل حقیقی ہوتا ہے یوں شطار کا اطلاق اس پر ہونے لگتا ہے۔ لفظ
شطار رسالہ حضرت نجم الدین کبریٰ میں اختیار و ابرار کے ساتھ
استعمال ہوا ہے۔ یہ تمام الفاظ جمع ہیں۔ چنانچہ شطار بھی جمع
ہوا جیسا کہ جہال، عقال و حکام جاہل، عاقل اور جاکم کی جمع
ہے تاکہ ابرار و اختیار کے ساتھ حسن مقابلہ ہو سکے۔ شطار، شطرنج
باز، شتر تیز رو اور شوخ بچہ کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ یہ لفظ
ان لوگوں کے لئے بھی استعمال کیا گیا ہے جو معرفت ذات اور صفات
الہی کے لئے جہاد کرتے ہیں کیونکہ اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ انہیں
بعد مرگ طبعی آخرت میں اپنے رویت اور مشاہدے سے نوازے گا۔
چونکہ یہ لوگ آخرت مرگ ارادی سے اس جہاں میں حاصل کرتے
ہیں لہذا شوخ، تیز رو اور بازندہ خودی کہلاتے ہیں۔)

شیخ قاضی شطاری اپنے ملفوظ میں فرماتے ہیں : الشطر

القرب (۳)

اور آگے چل کر پھر فرماتے ہیں :

شغل شطار حضرت رسالت پناہ را جبرئیل در آخر عمر تلقین

کردہ اند (۴)۔

(شغل شطار حضرت رسالت پناہ کو جبرئیل نے آخر عمر میں
تلقین کیا -)

یہ سلسلہ ہندوستان میں فردوسیہ کے نام سے بھی موسوم ہے۔ چنانچہ مخدوم شعیب فردوسی کا خیال ہے کہ دراصل یہ سلسلہ شطاریہ ہی ہے چونکہ حضرت شیخ رکن الدین فردوسی کے نام سے مشہور ہوئے اس لئے یہ سلسلہ ہندوستان میں فردوسیہ کے نام سے مشہور ہوا (۵) بعد میں شاہ عبداللہ شطار سے جو سلسلہ ہندوستان میں قائم ہوا اس نے شطاریہ کے نام سے شہرت پائی۔ دراصل فردوسیہ اور شطاریہ سلاسل سلسلہ خواجگان سے متعلق ہیں۔ سلسلہ شطاریہ بخارا میں عشقیہ اور روم میں طیفوریہ یا بسطامیہ کے نام سے مشہور ہوا (۶)۔

سلسلہ طیفوریہ، بسطامیہ کے اول ترین بزرگ جو شطار کے نام سے مشہور ہوئے شاہ عبداللہ ہیں، انہوں نے ریاضت شاقہ کے بعد شغل علم شطار حاصل کیا تھا۔ چنانچہ ان کے پیر شیخ عارف انہیں عبداللہ شطار کہہ کر مخاطب فرماتے تھے۔ یوں سلسلہ شطار ان سے منسوب ہوا اور پھیلا (۷)۔ شاہ عبداللہ شطار پندرہویں صدی عیسوی کے ربع آخر میں ہندوستان تشریف لائے اور برصغیر کا ایک طوفانی دورہ کیا اور آخر میں مانڈو میں مستقل سکونت اختیار کر لی اور وہیں ۱۳۸۵ء میں داعی اجل کو لبیک کہا (۸)۔

ہندوستان میں شاہ عبداللہ شطار کے دو خلفاء شیخ محمد قاضی اور شیخ محمد حفیظ جونپوری ہوئے۔ زیر نظر مقالے میں شیخ محمد قاضی اور ان کی اولاد کی زندگی، تعلیمات اور سلسلہ شطاریہ کی ترویج و اشاعت میں ان کی مساعی کا جائزہ لیا گیا ہے۔

شیخ محمد قاضن شطاری کے اجداد دیار عرب سے آکر بہار کے قصبہ میں آباد ہوئے۔ بہار میں عہد وسطیٰ کی تاریخ میں قصبہ منیر کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ یہ قصبہ موجودہ شہر پٹنہ کے مغرب میں ۲۵ کیلو میٹر کی دوری پر واقع ہے۔ مسلمانوں کے ابتدائی عہد حکومت میں مشرقی ہندوستان میں رشد و ہدایت اور تصوف و عرفان کے سوتے اسی قصبے سے پھوٹے ہیں۔ شنگ اور مورہ عہد سے متعلق آثار قدیمہ کے جو مآخذ اس علاقے میں ملے ہیں ان کی رو سے یہ علاقہ ۶۰۰ سال قبل مسیح سے آباد تھا (۱)۔ لیکن قصبہ منیر کا نام واضح طور پر ۱۲۲۶ء کے تانبے کے ایک دان پتر میں ملتا ہے جو قنوج کے گرہوال راجہ گووند چندر دیو نے منیر کے ایک برہمن گینشور سرمن کو عطا کیا تھا۔ :

” جلیل القدر فرمانروا گووند چندر باخبر کرتا ہے اور ہدایت جاری کرتا ہے ان لوگوں کے نام جو منیر ڈویژن کے پنڈالی اور گوناڈی گاؤں میں رہتے ہیں۔ واضح ہو کہ مذکورہ گاؤں زمین و پانی، دھات کی کانیں، نمک کے ذخائر، مچھلیوں کے تالاب، خندق و خشکی، درخت اور آم کے جنگلوں کے ساتھ برہمن ٹھاکر سری گینشور سرمن کو اتوار، جیٹھ کی ۱۱ تاریخ ۱۱۸۳ سپرد کرتا ہے۔ بموجب حکم تم لوگ اپنے بقایا مالگذاری، تجارتی ٹیکس اور ترکوں کے ٹیکس کے ساتھ ادا کرو (۱۰)۔“

قصبہ منیر سے متعلق جس اول مسلمان ہستی کا ذکر ملتا ہے وہ مومن عارف کی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ سلطنت دہلی کے قیام سے قبل وہ بغرض اشاعت اسلام اس علاقے میں آئے اور منیر کے ہندو راجہ کی ایذا رسانی سے تنگ آکر مدینہ روانہ ہوئے جہاں انہوں نے اپنی روداد بیت المقدس کے محلہ قدس خلیل کے رہنے والے امام محمد تاج فقہیہ

سے بیان کی۔ تاج فقیہہ انکی مدد پر کمر بستہ ہوئے اور مجاہدین کی ایک جماعت لیکر منیر تشریف لائے۔ راجہ نے راہ فرار اختیار کرنا چاہی مگر بھاگ نہ سکا اور تاج فقیہہ کے ہاتھوں مارا گیا، اسطرح منیر فتح ہوا (۱۱) لیکن تاج فقیہہ کا دل یہاں نہیں لگا (۱۲) اور اپنے بیٹوں شیخ محمد اسرائیل (۱۳) اور شیخ محمد اسماعیل (۱۴) جن کی والدہ کا انتقال ہو چکا تھا منیر میں چھوڑ کر اپنے وطن قدس خلیل روانہ ہو گئے جہاں انہوں نے اپنی سالی سے نکاح ثانی کیا اور اس نکاح سے شیخ عبدالعزیز (۱۵) پیدا ہوئے جو اپنے والد کے انتقال کے بعد اپنے سوتیلی بھائیوں کے پاس منیر آ گئے۔

مومن عارف اور امام محمد تاج فقیہہ کی شخصیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اول الذکر کا مزار منیر میں موجود ہے اور موخر الذکر کی اولاد منیر، بہار شریف، ترہت (شمالی بہار)، کاکو اور دیگر مقامات پر موجود ہے مگر تاریخ کے طالب علم کے لئے بغیر کسی معاصر ثبوت کے یہ بڑا اہم سوال ہے کہ کیا واقعی تاج فقیہہ منیر آئے تھے اور آئے تو کب؟ معاصر تذکرہ کوئی نہیں ہے۔ مخدوم شعیب فردوسی نے مناقب الاصفیاء میں تاج فقیہہ اور فتح منیر کے سلسلے میں کچھ نہیں لکھا۔ فرزند علی صوفی منیری نے مناقب الاصفیاء کے ترجمے میں کچھ اضافے کئے اور فتح منیر کا واقعہ تحریر کیا، بعد کے تذکرہ نگاروں نے اسے من و عن قبول بھی کر لیا (۱۶)۔

اختیار الدین بن بختیار خلجی کے حملے سے پہلے بہار اور مشرقی ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد کی کوئی اطلاع نہیں ملتی۔ بجز اس کے کہ کچھ مقامات پر مقابر موجود تھے (۱۷) مگر یہ بات

بھی ابھی تحقیق طلب ہے۔ بختیار خلجی نے ۱۱۹۹ء میں بہار اور مشرقی ہندوستان کو فتح کیا (۱۸) ممکن ہے تاج فقیہہ بختیار خلجی کے لشکر کے ساتھ منیر آئے ہوں (۱۹) ، یہ ممکن ہے کہ وہ خود نہ آئے ہوں اور اپنے بیٹوں شیخ محمد اسرائیل اور شیخ محمد اسمعیل کو بھیجا ہو اور شیخ عبدالعزیز اپنے والد کے انتقال کے بعد اپنے بھائیوں کے پاس منیر آ گئے ہوں۔

تاج فقیہہ کے بڑے صاحبزادے شیخ محمد اسرائیل منیر میں رہے اور اشاعت دین میں مشغول ہوئے ان کے صاحبزادے شیخ یحییٰ منیری تھے جن کے بیٹے شیخ شرف الدین احمد (۱۳۸۱ - ۱۲۶۳ء) نے بہار اور اس کے نواح میں سلسلہ فردوسیہ کو فروغ دیا اور اپنے عہد کی ممتاز روحانی شخصیت کی حیثیت سے شہرت پائی

شیخ محمد اسمعیل تاج فقیہہ کے دوسرے صاحبزادے تھے۔ مشہور ہے کہ اپنے والد کے حکم سے وہ گنگا ندی کے شمالی جانب ترہت کے علاقے میں آباد ہوئے اور اشاعت دین اور اعلائے کلمۃ الحق میں مشغول ہوئے۔ ترہت میں ان کا قیام کس جگہ رہا یہ بات پورے وثوق سے نہیں کہی جا سکتی ، مگر چونکہ ان کی اولاد موجودہ ویشالی ضلع کے بنیا بساڑھ اور چندھا میں آباد رہی لہذا کہا جا سکتا ہے کہ دریائے گنگا کے کنارے ہی ان کا مستقر رہا ہوگا۔ شیخ محمد اسمعیل کی ساتویں پشت میں شیخ محمد قاضن شطاری پیدا ہوئے جن سے سلسلہ شطاریہ بہار اور ہندوستان کے دوسرے علاقوں میں اشاعت پذیر ہوا۔ شیخ قاضن شطاری کا شجرہ نسب اس طرح ہے (۲۰)۔

امام محمد تاج فقیہہ.

شیخ محمد اسرائیل (جد امجد شیخ شرف الدین احمد)	شیخ محمد اسمعیل منیری ثم ترہتی	شیخ عبدالعزیز (اولاد کاکو ضلع گیا میں آباد ہوئی)
شیخ محمد ابراہیم شیخ منہاج الدین	شیخ صلاح الدین شیخ سلیمان شیخ علی شیخ جمال شیخ عالم شیخ محمد علا	شیخ ضیاء الدین

شیخ فیض اللہ ابو محمد عرف محمد قاضن شطاری

شیخ فیض اللہ ابو محمد عرف شیخ محمد قاضن شطاری (۲۱)
 ہندوستان کے پہلے بزرگ ہیں جن کے ذریعے شطاریہ سلسلہ اور اس
 کی تعلیمات عام ہوئیں۔ آپ کی تعلیم و تربیت کہاں تک ہوئی اور
 مروجہ علوم ظاہری سے کہاں تک واقف تھے اس سلسلے میں کوئی
 تحریری بیان نہیں ملتا۔ معدن الاسرار (۲۲) جو آپ کے ملفوظات کا
 مجموعہ ہے اس امر میں خاموش ہے لیکن ملفوظات کے مطالعے سے
 معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک عالم متبحر اور عظیم صوفی کے بیانات ہیں۔
 ممکن ہے آپ کی تعلیم و تربیت اس زمانے کے رواج کے مطابق گھر
 میں ہوئی ہو۔ شیخ محمد قاضن شطاری کی شادی شیخ زاہد بن
 شاہ بدھا چشتی کی صاحبزادی سے ہوئی (۲۳)۔

شیخ زاہد چشتیہ سلسلہ کے بزرگ تھے ممکن ہے انہوں نے شیخ محمد قاضن کو اپنے سلسلے کی کچھ تعلیمات بھی دی ہوں۔ شیخ محمد قاضن مخدوم شرف الدین احمد کے مزار پر اکثر مراقب ہوتے تھے اور وہیں سے شاہ عبداللہ شطاری کی خدمت میں جانے کی بشارت ملی تھی (۲۳)۔

شیخ محمد قاضن شطاری کے پیر و مرشد شاہ عبد اللہ شطاری (۲۵)، شیخ شہاب الدین سہروردی کی اولاد (۲۶) میں سے تھے اور بیعت و خلافت شیخ محمد عارف سے تھی (۲۷)۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا بیان ہے کہ :

شاہ عبداللہ سطوت و شوکت ظاہر و باطن داشت (۲۸)

ان کے جسم پر شاہی لباس اور ہمراہیوں کے جسم پر فوجی وردی ہوتی تھی۔ اسی شان سے سیاحی کرتے تھے اور کسی کسی مقام پر ٹھہر کر اعلان کرتے تھے :-

طالبیہ ہست کہ بیاید تا او را بخدا راہ نمایم (۲۹)

شیخ محمد قاضن شطاری (۳۰) نے شمالی بہار میں ترہت کے علاقے کو اپنی تبلیغ کا مرکز بنایا اور سلسلہ شطاریہ کی اشاعت میں مشغول ہوئے۔ انہوں نے اپنے سلسلے کی اجازت اپنے تینوں صاحبزادوں شیخ اویس، شیخ عبدالرحمن اور ابو الفتح ہدیۃ اللہ سرمست، داماد میر سید علی عرف منجھن شطاری اور شیخ ظہور حاجی حمید حضور کو دی جن کے ذریعے یہ سلسلہ ہندوستان کے طول و عرض میں پھیلا۔

شیخ اویس المعروف بہ مخدوم شہید نے مظفر پور اور سارن کے اضلاع میں سلسلہ شطاریہ کی ترویج کی اور وہ چیرو قبیلے کے ہاتھوں اس وقت شہید ہوئے جب اس قبیلے میں اسلام کی اشاعت

کی غرض سے تشریف لے گئے اور ایک مسجد کی بنا ڈال رہے تھے (۳۱) اس زمانے میں مظفر پور اور سارن میں چیرو قبیلے کا بڑا زور تھا۔ اس علاقے میں چیرو راجاؤں کے قلعے کے کچھ آثار کنگھم کو بھی ملے تھے (۳۲)۔ بہار اور اس کے نواح میں شطاری سلسلہ شیخ اویس کی اولاد سے جاری رہا۔

شیخ شہاب الدین المعروف بہ شیخ عبدالرحمن شطاری شیخ محمد قاضی کے دوسرے صاحبزادے تھے۔ آپ کا مزار سریا گنج ضلع مظفر پور میں ہے۔ شیخ جلال الدین حافظ ناصحی سارنی عرف حافظ منجھن آپ کے خلیفہ تھے جن سے یہ سلسلہ شیخ دولت منیری (م ۱۶۰۸ء) کو پہنچا (۳۳)۔

شیخ محمد قاضی شطاری کے تیسرے اور چھوٹے صاحبزادے شیخ ابو الفتح ہدیۃ اللہ سرمست ہیں جو سب سے زیادہ مشہور ہوئے۔ شیخ ابو الفتح ہدیۃ اللہ (۱۵۳۷ - ۱۶۲۷) نے علوم معقول و منقول اور علوم عجائب و غرائب اپنے والد سے حاصل کئے۔ سترہ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے۔ ہادی سرمست سے آپ کی تاریخ پیدائش نکلتی ہے اور محو تجلیات الہی سے تاریخ وصال، ابدی سے تاریخ خلافت اور احمدی سے تاریخ عمر (۳۳)۔

شیخ ابو الفتح ہدیۃ اللہ سرمست کے بعد آپ کے اکلوتے صاحبزادے شیخ عبدالوہاب عرف رکن الدین مسند ارشاد پر بیٹھے۔ اپنے والد کے علاوہ یہ اپنے چچا بزرگوار شیخ عبدالرحمن سے بھی مجاز تھے (۳۵)۔ شیخ رکن الدین صورت و سیرت علم و عمل اور حال و قال میں پدر بزرگوار کی مثل تھے (۳۶)۔ شیخ کمال الدین سلیمان قریشی آپ کے خلیفہ تھے (۳۷)۔ شیخ رکن الدین نے اپنے داماد شیخ جلیل اللہ عرف علاء الدین شطاری ابن شیخ بایزید عرف علی

شطاری ابن شیخ اویس کو اپنا جانشین نامزد فرمایا۔ شیخ علاء الدین کو اپنے والد اور اپنے عم بزرگوار شیخ ابو الفتح ہدیۃ اللہ سرمست دونوں سے اجازت و خلافت حاصل تھی (۳۸)۔

شیخ علاء الدین شطاری کے انتقال کے بعد ان کے صاحبزادے شیخ عبدالباقی عرف شیخ قطب الدین محمود شطاری نے بہار میں سلسلہ شطاریہ کی ذمہ داری سنبھالی۔ والد بزرگوار کے علاوہ آپ کو اپنے جد مادری شیخ رکن الدین سے بھی اجازت و خلافت تھی (۳۹)۔ شیخ قطب الدین محمود کے دو صاحبزادگان تھے۔ بڑے شیخ عبدالمومن عرف شیخ محی الدین (م ۱۶۵۹ء) اور چھوٹے شیخ عبدالمہمین عرف شیخ معین الدین شطاری۔ والد کے بعد شیخ محی الدین شطاری صاحب سجادہ ہوئے اور اپنے برادر زادے شیخ عین الدین عبدالباری عرف رکن الدین احمد شطاری کو اپنا جانشین نامزد فرمایا (۴۰)۔

شیخ رکن الدین احمد شطاری (۱۶۰۵ - ۱۶۲۶ء) سترھویں صدی میں بہار میں سلسلہ شطاریہ کے مجدد تھے۔ آپ ایک عالم متبحر اور عظیم روحانی پیشوا تھے۔ آپ کے ملفوظات جو آپ کے خلیفہ میر امام الدین راجگیری نے جمع کئے ہیں سلسلہ شطاریہ کا اہم لٹریچر ہے (۴۱)۔ علاوہ ازیں تاریخ کے طالب علم کے لئے اس میں بڑے دلچسپ بیانات ہیں جن سے اس عہد میں صوبہ بہار کی تاریخ و تمدن پر روشنی پڑتی ہے۔ شیخ رکن الدین چندھا کی خانقاہ میں مقیم رہے اور ہمہ وقت شغل شطاریہ میں مشغول رہے اور اسی کی تعلیم اپنے مریدین و متوسلین کو دیتے رہے۔ ان کے ملفوظات میں جن کتابوں اور ان کے مختلف نسخوں کا ذکر ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کا علم بڑا وسیع تھا اور مطالعے کے بے حد شوقین تھے۔ ان کی

خانقاہ علم شریعت اور علم معرفت کا ایک اہم مرکز تھا جہاں
تشنگان علم اور وابستگان طریقت کا مجمع لگا رہتا تھا۔

شیخ رکن الدین شطاری بجا طور پر بہار میں قاضن شطاری
کی اولاد میں اس سلسلے کی آخری اہم شخصیت تھے اور اپنے
بزرگوں کی عظیم روایات کے امین بھی۔ آپ کے وصال پر میر امام
الدین راجگیری نے قطعہ تاریخ (۳۲) لکھا :

پاس نفسی کہ واپسین است در حضرت شیخ رکن دین است
جان داد بذکر اللہ تاریخ وفات او ازیس است
۱۱۱۴ھ/۵۱۴۰۵ء
دیگر

از انس آن شہ عالی مقام

شادمان جان داد اندر یاد ذات *

شیخ رکن الدین شطاری کے بعد آپ کی صاحبزادی کے نواسے شیخ
محمد شفیع شطاری سجادہ نشین ہوئے (۳۳)۔

شیخ رکن الدین شطاری کے خلیفہ میر امام الدین راجگیری
(۱۶۱۶ - ۱۶۳۸ء) بہار میں سلسلہ شطاریہ کے دور اخیر میں ایک قد
آور شخصیت کے مالک تھے (۳۳)۔ میر امام الدین شیخ محمد قاضن
شطاری کے داماد میر سید علی عرف منجھن دانشمند کی اولاد میں
ساتویں پشت سے تعلق رکھتے تھے (۳۵)۔ آپ کا خاندان علمی و
روحانی لحاظ سے ہمیشہ ممتاز رہا۔ تعلیم اپنے والد میر سید تاج
الدین شطاری سے حاصل کی اور ان سے ہی سلسلہ شطاریہ میں
بیعت و مجاز بھی تھے (۳۶)۔ اپنی جوانی کے ایام میں کئی بار بنگال
کا سفر کیا اور شاہ نعمت اللہ فیروز پوری (م ۱۶۶۳ء) سے ملاقاتیں

* قواعد ابجد کے اعتبار سے مصنف نے تاریخ وفات کے جو اعداد نکالے وہ محل نظر ہیں (ادارہ)۔

کیں اور استفادہ کیا (۴۷)۔ ایک بار انہوں نے شاہ نعمت اللہ سے کچھ وصیت کرنے کو فرمایا تو شاہ نعمت اللہ نے فرمایا :

وصیت تو قرآن است ہر چہ خواہی از قرآن بخوان و برآن عمل نما (۴۸)۔

تمہارے لئے قرآن کی وصیت ہے جو کچھ پڑھنا چاہو اسی سے پڑھو اور اس پر عمل کرو۔

میر امام الدین راجگیری نے سلسلہ شطاریہ کی تعلیمات شرح کے ساتھ اپنی تصنیف مناہج الشطار میں درج کی ہیں جن کا ذکر پچھلے اوراق میں آچکا ہے۔ ,, ملفوظات رکن الدین شطاری ,, بھی ان کی تالیف ہے۔ اس کے علاوہ ان کی ایک اور تالیف ,, اوراد امام الدین راجگیری ,, ہے جس میں صرف اوراد ووظائف جمع کئے ہیں (۴۹) امام الدین راجگیری کی تصانیف کا جائزہ لینے کے لئے اس مختصر سے مقالے میں گنجائش نہیں ہے۔ لہذا ان پر علیحدہ مقالے میں محاکمہ کیا جائے گا (۵۰)۔

تعلیمات :

شیخ محمد قاضی شطاری کے ملفوظات کا مجموعہ معدن الاسرار سلسلہ شطاریہ کی تعلیمات کا پیش بہا خزانہ ہے اور ہندوستانی شطاری بزرگوں کا تحریر کردہ پہلا لٹریچر ہے۔ اس سے قبل شاہ عبداللہ شطاری نے رسالہ لطائف غیبیہ تصنیف کی تھی۔ مگر شاہ عبداللہ ہندوستانی نہیں تھے وہ خراسان سے تشریف لائے تھے انہوں نے اپنی کتاب سلطان غیاث الدین خلجی فرمانروائے مالوہ کے نام ترتیب دی اور اس میں توحید کے اسرار ، وجد کے اطوار اور طریقت و حقیقت کے دقائق بیان فرمائے (۵۱)۔ معدن الاسرار میں شیخ محمد قاضی نے شطاریہ سلسلہ کی تعلیمات کا نچوڑ پیش کیا ہے وہ توبہ سے

اپنا بیان شروع کرتے ہیں اور برزخ، تصور، مرشد، ذکر اسم ذات، اسماء و صفات، مراقبہ، محاسبہ، مواعظ، اذکار، سیر الی اللہ، وصول حق، ذکر نفی و اثبات، خودی و بیخودی، مجاہدہ ظاہری و باطنی، مشرب شطار، فنافی الشیخ، سکرو صحو، فنا و بقا، شریعت، طریقت، حقیقت، عشق اور اس کی ماہیت، دعوت اسماء، کشف اور شغل آئینہ بالتفصیل بیان فرماتے ہیں۔ معدن الاسرار کے مرتب نے شیخ محمد قاضن کے ملفوظات کو اکسٹھ ابواب پر تقسیم کیا ہے اور شیخ کی تقریر کو پیران چہارہ خانوادہ کے بیان پر ختم کیا ہے۔

شیخ رکن الدین احمد شطاری نے اپنے ملفوظات میں درج بالا اجمال کی تفصیل پیش کی ہے۔ ان کے ملفوظات میں شغل آئینہ، دعوت اسماء اور اذکار و مراقبہ پر بڑا زور ہے۔ تصوف کی تعلیمات کے ساتھ ساتھ تاریخی واقعات اور صوفیائے متقدمین کی تصانیف مثلاً شیخ شرف الدین احمد منیری کی مکتوبات صدی، امام غزالی کی منہاج العابدین، قاضن شطاری کی معدن الاسرار، مخدوم جلال الدین جہانیاں جہاں گشت کی سراج الہدایہ اور محمود شبستری کی گلشن راز پر تفصیلی بیانات موجود ہیں۔

میر امام الدین راجگیری کی کتاب منہاج الشطار سلسلہ شطاریہ پر جامع تصنیف ہے جسے انہوں نے مقدمہ اور پانچ منہاج پر تقسیم کیا ہے اور ہر منہج میں دس سے پچیس تک فصول ہیں جن میں انہوں نے اصول راہ سلوک، ارکان سلوک، ذکر و مراقبہ، اوضاع اذکار، اسماء و صفات، احوال و اذکار و اوصاف خواجگان شطار اور نتائج و ثمرات وصول الی اللہ پر شرح و بسط کے ساتھ روشنی ڈالی ہے۔

مجموعہ اوراد میں امام الدین راجگیری نے چوبیس گھنٹے کے اوراد و وظائف بیان کئے ہیں جس میں خواب سے بیدار ہونے، حوائج

ضروریہ سے فراغت ، وضو و غسل ، اذان و نماز ، شب جمعہ و جمعہ ، تہجد ، چاشت ، اشراق ، نماز استخارہ ، نماز جنازہ ، عیدین وغیرہ کے آداب و ادعیہ ، اوراد سلسلہ قادریہ و شطاریہ ، مراقبہ و اذکار کے آداب و اشغال شامل ہیں ۔ ، اوراد امام الدین ، بجا طور پر سلسلہ شطاریہ کا دستور العمل ہے ۔

سلاطین و امراء سے تعلقات :

صوفیائے سلسلہ سہروردیہ کی طرح شطاری صوفیاء نے بھی سلاطین و امراء سے تعلقات روا رکھے تھے ۔ شاہ عبداللہ شطار کے سلطان غیاث الدین خلجی والی مالوہ سے گہرے مراسم تھے ۔ خود شاہ عبداللہ شطار شاہانہ طمطراق سے زندگی بسر کرتے تھے ۔ شیخ قاضی شطاری کے سلطان حسین شاہ شرقی سے روابط تھے اور سلطان اکثر ان کی خانقاہ میں حاضر ہوا کرتا تھا ۔ جس زمانے میں شیخ قاضی اپنے چھوٹے صاحبزادے شیخ ابو الفتح ہدیۃ اللہ سرمست کی تعلیم باطنی فرما رہے تھے ، اس زمانے میں بھی سلطان حسین ان کی خانقاہ میں حاضر ہوا کرتا تھا ۔ یہ شیخ ابو الفتح کی عمر کا چودھواں سال تھا لہذا والد نے چودہ دن کے طے کے روزے کا حکم دیا تھا (۵۲) ۔ گیارہویں روزے کے دن سلطان حسین خانقاہ میں آیا تھا ۔ شیخ رکن الدین احمد شطاری کا بیان ہے :

چوں یازدہ روزہ طے کردہ بودند کہ دریں ولاسلطان حسین شرقی برائے ملازمت مخدوم آمدہ بود ۔ حضرت شیخ ابو الفتح ہدیۃ اللہ سرمست بر یک ستون تکیہ دادہ بادب ایستادہ بودند نگاہ ظاہر و باطن بامخدوم داشتند چنانکہ از عالم خبر نداشتند ۔ بادشاہ سلطان حسین دید کہ بسیار نحیف از خود رفتہ بحضرت شیخ پیوستہ از خادمان پرسید کہ این کودک کیست؟ خادمان بعرض رسانیدند کہ پسر

حضرت شیخ است ، چہارہ روزہ را طے حکم شدہ است و این یازدہم روزہ است ۔ سلطان حسین عرض نمود کہ یا حضرت ! در سن صغیر این قسم ریاضت باعث ضرر است ۔ حضرت مخدوم جواب فرمودند کہ این ریاضت ضرر نمی کند بلکہ باعث قوت باطن است ۔ سلطان آبدیدہ شد و گفت سبحان اللہ ! خلقت ایسے مردم از عالم بیرون است (۵۳)

(جب گیارہواں روزہ تھا اسی وقت سلطان حسین شرقی حضرت مخدوم کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ حضرت ابو الفتح ہدیۃ اللہ سرمست ایک پایہ پر ٹیک لگاتے ہوئے ادب سے کھڑے تھے اور ظاہر و باطن کی نگاہ حضرت مخدوم پر ڈالی ہوئے تھے ، دنیا کی کوئی خبر نہ تھی ۔ جب بادشاہ حسین نے دیکھا کہ آپ بہت نحیف و لاغر ہو گئے ہیں اور شیخ کے حضور میں برابر حاضر رہتے ہیں تو خادموں سے پوچھا کہ یہ لڑکا کون ہے ؟ خادموں نے جواب دیا کہ حضرت شیخ کے بیٹے ہیں ، چودہ دن کے طے کے روزے کا حکم ہوا ہے اور یہ گیارہواں روزہ ہے ۔ سلطان حسین نے عرض کیا کہ اے حضرت ! کمسنی میں اس قسم کی ریاضت نقصان کا باعث ہے ۔ حضرت مخدوم نے جواب دیا کہ یہ ریاضت نقصان نہیں کرتی بلکہ قوت باطن عطا کرتی ہے ۔ سلطان حسین آبدیدہ ہو گیا اور کہا سبحان اللہ ! ایسے انسانوں کی خلقت دنیا سے باہر ہے ۔)

شہنشاہ ہمایوں شیخ ابو الفتح ہدیۃ اللہ سرمست کا معتقد تھا اور جب ۹۳۶ ھ مطابق ۱۵۳۹ء میں اس نے بنگال فتح کیا تو شیخ ابو الفتح کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور جب آگرہ واپس جانے لگا تو نہایت ادب و آرزو سے آپ کو اپنے ہمراہ لیا ۔ اثنائے راہ بادشاہ کو

دشمنوں کی نظر لگ گئی اور لشکر میں پراگندگی پھیل گئی مجبوراً
شیخ ابو الفتح حاجی پور واپس ہو گئے (۵۴)۔

جندھا کی خانقاہ میں شیخ ابو الفتح ہدیۃ اللہ سرمست کے زمانے
کی ایک پالکی تھی جسے ہمایوں نے کاندھا دیا تھا۔ یہ پالکی شیخ
رکن الدین احمد شطاری کے عہد سجادگی تک موجود تھی۔ ان کے
پردادا شیخ علاء الدین نے اسے بڑے اہتمام سے رکھا تھا مگر جب عوام
الناس میں یہ بات پھیلی کہ ہمایوں بادشاہ نے اسے کاندھا دیا تھا تو
لوگ بڑے اشتیاق سے اسے دیکھنے آتے تھے۔ یہ دیکھ کر شیخ
علاء الدین نے اسے جلا دینے کا حکم دیا کیونکہ ان کی نظروں میں یہ
دوکانداری ہو گئی تھی مگر ان کے صاحبزادے نے مشورہ دیا کہ جلانا
مناسب نہیں ہے کیونکہ بزرگوں کا مرکب رہا ہے لہذا اس پالکی کو
دوسری جگہ محفوظ کر دیا گیا (۵۵)۔

ہمایوں، شیخ بہلول برادر شیخ غوث گوالیاری کا بھی معتقد تھا
اور ہمایوں نے ان سے شغل شطار سیکھا تھا۔ ملفوظات شیخ رکن
الدین شطاری میں ہمایوں سے منسوب ایک رباعی اور ایک شعر
موجود ہے۔ فرماتے ہیں کہ شغل آئینہ کے دوران ہمایوں نے درج ذیل
رباعی موزوں کی تھی (۵۶)۔

در آئینہ گرچہ خود نمائی باشد پیوستہ زخویشن جدائی باشد
خود را امثال غیر دیدن عجب است این بو العجیبی کار خدائی باشد
اسی طرح ایک مکاشفہ کے دوران اس سے یہ شعر سرزد ہوا :

زغصہ غنچہ صفت تہہ بتہہ دلم خون است

کہ باوجودیکہ نسبتے دوئی چوں است

شیخ رکن الدین احمد کا خیال ہے کہ اس دوئی کا رمز یہ تھا کہ
ہمایوں اپنی مراد، مراد حق حاصل کرنا سیکھے۔ شیر شاہ کے

ہاتھوں جو احوال تغیر پذیر ہوئے اس میں بھی مراد حق کی طرف اشارہ تھا (۵۷)۔

شاہجہاں اپنے ایام شاہزادگی میں جب باغی ہوا تو بہار پہنچا تھا اس وقت بہت سے مشایخ نے اسے فتح کی بشارت دی تھی جس میں کوئی میاں فیروز پیش پیش تھے۔ جب شاہجہاں کو شکست ہوئی تو وہ دوبارہ پٹنہ آیا اور میاں فیروز سے اپنی نذر کی ہوئی رقم واپس لی۔ جب معلوم ہوا کہ ان کا تعلق صوفیہ خام سے ہے اور ان کی اصلیت کا پتہ چلا تو انہیں پھانسی کا حکم دیا۔ شطاریوں میں سے شیخ بدیع الدین شطاری سے بھی اپنی رقم واپس لی (۵۸)۔

شہزادہ عظیم الشان جو اس وقت بہار کا گورنر تھا شیخ رکن الدین احمد سے ملاقات کا بڑا مشتاق تھا اس نے اپنے خادم خاص محمد عاقل کو اجازت کے لئے بھیجا تھا مگر شیخ رکن الدین نے اجازت نہیں دی (۵۹)۔ ان کے وصال پر شہزادے نے نذر و نیاز اور ختم قرآن کے لئے ایک حافظ چندھا بھیجا تھا (۶۰)۔

شیخ محی الدین شطاری کے زمانے میں میرک عطاء اللہ صوبہ بہار کا دیوان تھا اور اکثر چندھا میں ان کی خانقاہ میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ مرحوم کو اشراف اور خصوصاً سادات راجگیر سے اعتقاد خاص تھا۔ شیخ رکن الدین احمد ایام جوانی میں اس سے بہت قریب تھے (۶۱)۔

فرخ سیر اپنے ایام شاہزادگی میں کئی بار راجگیری آیا اور میر امام الدین سے ملاقاتیں کیں۔ پٹنہ سے دہلی روانہ ہونے سے قبل بھی وہ اپنی ماں اور سید حسین علی خان کے ہمراہ راجگیر پہنچا تھا اور میر امام الدین سے درخواست کی تھی کہ وہ بھی اس کے ساتھ دہلی چلیں مگر پیرانہ سالی کے سبب میر امام الدین نے معذرت کر لی اور

فتح و نصرت کی دعاء دی اور اپنے خلیفہ میر سید تقی قطبی عرف درویش بر ریا کو سلطان کرے ساتھ۔ روانہ کیا (۶۲)۔

مختصراً یہ کہ پندرہویں صدی عیسوی کے ربع آخر سے لے کر اٹھارہویں صدی کے ربع اولیٰ تک بہار اور اس کے نواح میں شطاری صوفیائے کرام رشد و ہدایت اور اس سلسلے کی تعلیمات کو عام کرنے کی کوششوں میں ہمہ تن مصروف تھے۔ انہوں نے اپنی تبلیغ کے ذریعہ دین کامل کو فروغ دیا اور تصوف و عرفان کی ایسی شمع روشن کی جو ڈھائی سو سال تک پوری آب و تاب کرے ساتھ۔ روشن و تابناک رہی اور اس کے بعد بھی طالبان راہ سلوک کو صراط مستقیم دکھاتی رہی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس سلسلے اور اس کی خدمات پر مزید کام کیا جائے تاکہ عہد وسطیٰ میں بہار کی علمی و تہذیبی تاریخ میں مختلف روحانی سلاسل کے بزرگوں کی خدمات کو صحیح طور پر سامنے لایا جا سکے۔

حوالہ جات و حواشی

- ۱۔ عبد الرحمن جامی، نفعات الانس، دہلی، ۱۲۸۳ھ، ص ۲۸-۲۹۔
- ۲۔ میر امام الدین راجگیری، مناہج الشطار (مخطوطہ) خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ، نمبر ۳۳۲۲، ورق ۳۳ ب و ۳۴ الف۔
- ۳۔ میر سید علی عرف منجھن، معدن الاسرار ملفوظات شیخ محمد قاضی دانشمند (مخطوطہ) کتب خانہ خانقاہ مجیبیہ، بھلواری شریف، پٹنہ۔ باب سی و یکم در بیان مشرب شطار و دین کامل، ورق ۳۶ ب۔
- ۴۔ ایضاً۔
- ۵۔ میر امام الدین راجگیری، ملفوظات رکن الدین شطاری، (مخطوطہ) خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ، نمبر ۱۸۳۲ و نیز نمبر ۳۰۱۰۔
- ۶۔ ملفوظات رکن الدین شطاری، ورق ۳۳ ب۔

Khaliq Ahmad Nizami

The Shattari Saints and their attitude towards the State, Medieval India Quarterly, vol. I No. 2, Aligarh, October 1950, p. 56

-<

۸۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، اخبار الاخیار، دہلی، ۱۳۰۹ھ، ص ۲۰۱ - ۲۰۲۔

۹۔ آثار قدیمہ اور قدیم ہندوستان کی تاریخ کے ماہرین کا خیال ہے کہ برتنوں کے جو چمکدار ٹکڑے اس علاقے سے دستیاب ہوئے ہیں وہ N. B. P یعنی Northern Black Polished Ware Phase سے تعلق رکھتے ہیں جس کا زمانہ ۶۰۰ سال قبل مسیح سے آغاز عہد مسیح تک ہے۔ ملاحظہ ہو رام شرما کی کتاب، Ancient India, New Delhi 1977, P-78۔

۱۰۔ اصل کتبہ سنسکرت میں ہے۔ متن اور انگریزی ترجمہ کے لئے ملاحظہ ہو رام اوتار شاستری کا

مضمون:

Maner Copper-Plate of King Govinda Chandra Dev of Kannauj, Journal of Bihar and Orrisa Research Society, Patna, vol. II 1916, pp. 443-44.

تانبے کے اس دان پتر پر مذکور ترکوں کے ٹیکس سے بعض مورخین اور تذکرہ نگاروں نے یہ نتیجہ اخذ کر لیا کہ مسلمان (ترک) بہار اور اس کے نواح میں اس زمانے میں موجود تھے۔ پروفیسر سید حسن عسکری نے،

Bihar through the ages, edited by R.R. Diwakar, Patna 1959.

کے صفحہ ۳۸۱ پر اور طیب ابدالی نے حضرت صوفی فیری کے تثری کارنامے، الہ آباد ۱۹۴۴ء کے صفحہ ۲۷ پر اس طرف اشارہ کیا ہے۔ حالانکہ ترکوں کا ٹیکس دراصل ایک دفاعی تدبیر تھی جو ترک حملہ آوروں کو فوج کا گروہال راجہ ادا کیا کرتا تھا۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو بال جیکسن کی کتاب،

The way of a Sufi: Sharfuddin Maneri, Delhi 1987, p-16.

۱۱۔ تعجب ہے کہ مناقب الاصفیاء مصنفہ مخدوم شعیب فردوسی جو مخدوم شرف الدین احمد منیری اور ان کے مشایخ کی سب سے پہلی اور مستند سوانح ہے اس سلسلے میں خاموش ہے اور تاج فقیہہ کے منیر آنے کا کوئی تذکرہ اس میں نہیں ہے۔ سب سے پہلا تذکرہ جس میں تفصیل سے ذکر ملتا ہے وہ فرزند علی صوفی منیری کا ترجمہ مناقب الاصفیاء موسوم بہ، وسیلہ شرف و ذریعہ دولت، جو ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۳ء کی تصنیف ہے۔ اب تک اس کے چار ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ پہلی بار ۱۳۱۳ھ میں دوسری بار ۱۳۳۳ھ میں تیسری بار ۱۹۶۱ء اور چوتھی بار طیب ابدالی نے حواشی کے ساتھ مرتب کر کے الہ آباد سے ۱۹۶۵ء میں شائع کی۔ سید ضمیر الدین احمد نے سیرت الشرف، پٹنہ ۱۹۰۱ء میں مختصراً اس ذکر کو دہرایا ہے۔ طیب ابدالی، صوفی منیری کے تثری کارنامے، ص ۲۸ - ۲۷ پر یہی بات لکھتے ہیں۔ تینوں تذکرہ نگاروں نے تاج فقیہہ کو فاتح منیر قرار دیا ہے اور صوفی منیری کا تصنیف کردہ قطعہ تاریخ اس کے ثبوت میں دیا ہے:

یافت چون بر راجہ منیر ظفر داد امام ازدین جہانے را نوے
ہست منقول از بزرگان سلف سال آن دین محمد شید قوی

۱۵۷۴

دین محمد شد قوی ، پروفیسر سید حسن عسکری نے بھی اپنے ایک مضمون میں جو دواکر کی Biharthrough

the Ages میں شامل ہے دیا تھا مگر اب ان کا خیال ہے کہ یہ قطعہ تاریخ بہت بد کی

تصنیف ہے لہذا اس پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا ۔

۱۲۔ صوفی منیری رقم طراز ہیں ، ، حاصل کلام حضرت امام تاج فقیہہ کا دل اس کفرستان میں نہ لگا۔ بعد فتح صاحبزادوں کو اپنی جگہ پر چھوڑ کر وطن کی طرف مراجعت کی ، ، وسیلہ شرف و ذریعہ دولت ، ص ۷۶۔۔ حیرت کی بات ہے کہ جس علاقے کو فتح کرنے کے لئے ہزاروں میل کی مسافت طے کر کے اور سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے تشریف لائے اسے کفرستان کہہ کر چھوڑ گئے۔ دراصل صوفی منیری نے مبالغے سے کام لیا ہے اور خوشگونی بھی کافی کی ہے مگر اسے نباہ نہیں سکے ہیں۔ اس کتاب کے فاضل مرتب طیب ابدالی نے بھی تحقیق و جستجو سے کام نہیں لیا ورنہ معاملے کی تہہ تک پہنچ سکتے تھے۔

۱۳۔ شیخ شرف الدین احمد منیری کے جد امجد ۔

۱۴۔ شیخ محمد قاضی شطاری کے جد اعلیٰ ۔

۱۵۔ آپ کے صاحبزادے شیخ سلیمان کاکو ضلع گیا جو منیر سے ۳۵ کیلو میٹر کی دوری پر ہے آباد ہو گئے تھے۔ آپ کی اولاد اب تک کاکو میں آباد ہے۔

۱۶۔ سیرت الشرف کے مصنف سید ضمیر الدین احمد اس سلسلے میں لکھتے ہیں ، ، کوئی قابل اعتبار امر اس بارے میں ہاتھ۔ آنا قریب قریب ناممکن ہے۔ ناقلین نے جو نقلیں لکھی ہیں وہ نہایت مختلف و مخدوش ہیں۔ مرکز قابل قبول و لائق تسلیم نہیں کیونکہ جتنی تحریریں اس امر میں ہونی ہیں وہ مولانا (تاج فقیہہ) کے جد کی ہیں۔۔۔ ص ۳۳۔ مگر فاضل مصنف نے بھی ، ، دین محمد شد قوی ، ، والے قطعہ تاریخ کو فتح منیر کے سلسلے میں نقل فرمایا ہے۔ معین الدین دردائی کا خیال ہے کہ تاج فقیہہ نے اپنے آنے کے چھٹے سال راجہ منیر سے جہاد کیا۔ ملاحظہ ہو تاریخ سلسلہ فردوسیہ ، ۱۹۶۰ء ، ص ۱۲۹، لیکن دردائی کا بیان اور زیادہ ناقابل قبول ہے انہوں نے کوئی ثبوت بھی اس کے لئے فراہم نہیں کیا۔ صباح الدین عبدالرحمن ، بزم صوفیہ میں اس سلسلے میں خاموش ہیں البتہ ابو الحسن علی ندوی نے ، ، وسیلہ شرف و ذریعہ دولت ، کی روایت قبول کر لی ہے ملاحظہ ہو تاریخ دعوت و عزیمت ، جلد ۳ ، لکھنؤ ۱۹۶۸ء ، ص ۷۸۔ ۷۷۔ مولوی عبدالرحیم صادقپوری کا خیال ہے کہ تاج فقیہہ اپنے پیر شہاب الدین سہروردی کے حسب الارشاد تشریف لائے اور ان کے لشکر میں ساڑھے تین سو آدمی تھے۔ تذکرہ صادقہ ، الہ آباد ۱۹۲۷ء ، ص ۱۳۔ مولوی عبدالرحیم نے بھی زبانی روایت پر یہ بات لکھی ہے۔

— Khalique Ahmad Nizami, Comprehensive History of India, Vol. V, Delhi 1970, pp. 137-38. — ۷

Hasan Nishat Ansari, An Inscription from Gaya of V.S.1257 Referring to the Reign of Sultan Mu'izzuddin, Journal of Bihar Research Society, Vol. LII, 1966, p-85. — ۱۸

Pal Jaksan The way of a Sufi: Sharfuddin Maneri, p-16. — ۱۹

۲۰۔ موجودہ شجرہ نسب اور شیخ محمد قاضن شطاری کی اولاد کا نسب نامہ شیخ رکن الدین شطاری (م ۱۷۰۵ء) ملفوظات رکن الدین شطاری میں موجود ہے۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی نے تاریخ مشائخ چشت، جلد اول، دہلی، ۱۹۸۰ء کے صفحہ ۱۸۳ پر بہار کے شطاری صوفیاء کا جو شجرہ دیا ہے اسے شیخ محمد قاضن شطاری کے چھوٹے صاحبزادے ابو الفتح ہدیۃ اللہ سرمد سے منسوب کیا ہے حالانکہ یہ سلسلہ بہار میں شیخ محمد قاضن شطاری کے بڑے صاحبزادے شیخ اویس سے جاری ہوا، جیسا کہ زیر نظر نسب نامے اور مناہج الشطار اور ملفوظات رکن الدین شطاری سے ظاہر ہے۔

۲۱۔ گلزار ابرار کے مصنف نے شیخ محمد قاضن کا نام شیخ محمد علا بنگالی تحریر کیا ہے اور لکھنے ہیں کہ آپ شیخ قاضن شطاری کر کے مشہور ہیں۔ ممکن ہے غوثی شطاری نے شیخ قاضن بن علا کو ایک ہی نام سمجھا ہو۔ .. اذکار ابرار ترجمہ گلزار ابرار، ص ۲۰۳۔

۲۲۔ معدن الاسرار، شیخ محمد قاضن شطاری کے داماد اور خلیفہ میر سید علی المشتہر بہ منجہن دانشمند نے جمع کیا تھا۔ یہ کتاب سلسلہ شطاریہ کی تعلیمات اور تصوف کے اسرار و رموز کا ایک نادر مجموعہ ہے اور غالباً شاہ عبداللہ شطار کی لطائف غیبیہ کے بعد پہلا شطاری لٹریچر ہے لیکن غوثی شطاری یا کسی دیگر تذکرہ نگار نے اس کا ذکر نہیں کیا ہے۔ بہار میں اس کے دو نسخے موجود ہیں۔ ایک نسخہ منیر کے شاہ یوسف کی ملکیت ہے اور دوسرا نسخہ کتبخانہ خانقاہ منجیبیہ پهلوار شریف میں ہے۔ اس کا سنہ کتابت ۱۲۳۶ھ ہے۔ راقم الحروف کو یہ نسخہ حضرت مولانا شاہ محمد امان اللہ قادری علیہ الرحمۃ نے از راہ شفقت مطالعے کے لئے عنایت فرمایا تھا۔ اللہ ان کے مدارج بلند فرمائے۔ بہار و بنگال کے علمی و روحانی حلقوں میں یہ کتاب بہت مقبول رہی ہے۔ اس کا ایک نسخہ شیخ عبدالرحیم سور کے پاس تھا۔ جب راجہ مان سنگھ نے عبدالرحیم سور کو زیر کیا تو اس کا کتبخانہ بھی قبضے میں لے لیا تھا اور معدن الاسرار کا نسخہ شیخ محمد قاضن کی خانقاہ میں اس وقت کے صاحب سجادہ شیخ علا الدین کو بھجوا دیا تھا۔ جب شیخ عبدالرحیم سور کے حالات بہتر ہوئے تو اس نے اس کتاب کے لئے تقاضا کیا، شیخ علا الدین نے اسے نقل کروا کے شیخ بر مزید کے ذریعہ عبدالرحیم سور کو بھجوا دیا۔ ملاحظہ ہو، ملفوظات رکن الدین شطاری، ورق ۲۵ ب۔ عبدالرحیم سور کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو ڈاکٹر نذیر احمد کا مضمون، فرهنگ شیر خانی، غالب نامہ، دہلی، جلد ۳، شماره ۲، ۱۹۸۳ء، ص ۱۱۹۔

۲۳۔ شیخ زاہد، ضلع سارن، بہار کے رہنے والے تھے اور وہیں مدفون بھی ہیں۔ آپ شیخ عیسیٰ جونپوری کے خلیفہ ہیں جن کا سلسلہ دو واسطوں سے شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کو پہنچتا ہے۔ شیخ زاہد اپنے عہد کے مرزا بزرگ تھے۔ غوثی شطاری کا بیان ہے کہ .. آپ کا سرزائوئے مراقبہ کے سوا کچھ جانتا ہی نہیں تھا اور آپ کی آنکھیں گریہ شوق کے علاوہ کچھ پسند ہی نہیں کرتی تھیں۔ آپ کے سینے میں شورش عشق کے سوا کسی قسم کا خیال نہیں تھا اور آپ کے ضمیر میں یاد مولیٰ کے سوا کوئی بات نہیں آتی تھی۔ آپ نر زندگی کا تمام زمانہ مراقبہ اور انتظار میں گذارا۔ اذکار ابرار ترجمہ گلزار ابرار، ص ۲۶۲۔

۲۴۔ معدن الاسرار، ورق ۳۹ ب۔ شیخ محمد قاضن شطاری کے بیان سے غوثی شطاری کی اس بات کی تردید ہوتی ہے کہ شاہ عبداللہ شطار کے بیان، .. طالبی ہست کہ بیایدتا اورا بخدا راہ نمایم

بر شاہ محمد قاضی نے انہیں فضول گو کہا تھا۔ ملاحظہ ہو،، اذکار ابرار ترجمہ گلزار ابرار ص ۱۶۳۔

۲۵۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی، اخبار الاخیار، ص ۲۰۲۔ ۲۰۱
 ۲۶۔ آپ کا شجرہ نسب اس طرح ہے کہ شاہ عبداللہ شطار بن حسام الدین بن رشید بن ضیاء الدین بن نجم الدین بن جمال الدین بن شیخ شہاب الدین عمر سہروردی۔ ملاحظہ ہو ملفوظات رکن الدین شطاری و نیز اذکار ابرار ترجمہ گلزار ابرار، ص ۱۶۱۔
 ۲۷۔ شاہ عبداللہ شطار کا شجرہ سلسلہ یوں ہے عبداللہ شطار خلیفہ شیخ محمد عارف خلیفہ شیخ محمد عاشق خلیفہ پندر خود شیخ خدا قلی ماور النہری خلیفہ شیخ ابو الحسن عشقی خلیفہ مولانا ابو المظفر ترک خلیفہ شیخ ابویزید اعرابی خلیفہ شیخ محمد مغربی خلیفہ شیخ ابویزید بسطامی، اذکار ابرار ترجمہ گلزار ابرار، ص ۱۶۱۔

۲۸۔ اخبار الاخیار، ص ۲۰۲۔

۲۹۔ ایضاً۔

۳۰۔ مناہج الشطار کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ شطاریہ کی تعلیمات پر شیخ محمد قاضی شطاری کی ایک تالیف اوراد شاہ ابو الفتح تھی جو انہوں نے اپنے چھوٹے صاحبزادے ابو الفتح ہدیۃ اللہ سرمست کے لئے ترتیب دی تھی۔ راقم الحروف نے اسے بہت تلاش کیا مگر اب تک نہیں مل سکی۔ اس کتاب سے مختلف ادعیہ و تعلیمات میر امام الدین راجگیری نے مناہج الشطار میں نقل کئے ہیں۔

Syed Hasan Askary,

A Fifteenth Century Shattari Sufi Saint of North Bihar,
 Journal of Bihar Research Society, Vol. XXXVII, Pts.
 1-2, 1951, P-76.

۳۱۔

Archaeological Survey of India Report, Vol. XVI.

۳۲۔

۳۳۔ شاہ دولت منیری سولہویں صدی میں بہار کے ایک عظیم صوفی بزرگ تھے۔ آپ کا مزار منیر میں ایک عالی شان عمارت میں واقع ہے۔ حالات کے لئے ملاحظہ ہو اذکار ابرار ترجمہ گلزار ابرار، ص ۹۷۔ ۵۹۵۔ نیز وسیلہ شرف و ذریعہ دولت ص ۲۵۔ ۱۲۹۔

۳۴۔ ملفوظات رکن الدین شطاری، ورق الف۔ غوثی شطاری رقمطراز ہیں کہ آغاز جوانی میں آپ بدر بزرگوار کی تلقین سے رہ گئے تھے اور شیخ ظہور حاجی حمید حضور نے آپ کی رہنمائی کی، ص ۲۲۳۔ پھر شیخ ظہور حاجی حمید کے بیان میں فرماتے ہیں کہ قاضی شطاری کی رحلت کے بعد مخدوم زادہ حقیقی کی خدمت میں رہ کر جس قدر فیض شاہ قاضی کی خدمت سے باقی رہا تھا حاصل کیا، ص ۲۲۱۔

غوثی شطاری کی اس زولیدہ بیانی نے مؤرخین کو یہ نتیجہ اخذ کرنے پر مجبور کیا کہ شاہ ابو الفتح ہدیۃ اللہ سرمست شیخ ظہور حاجی حمید حضور کے خلیفہ تھے حالانکہ معاملہ برعکس ہے۔ شیخ ظہور حاجی حمید حضور نے شیخ ابو الفتح ہدیۃ اللہ سرمست سے استفادہ کیا تھا اور مجاز بھی ہوئے تھے۔ ملاحظہ ہو اخبار الاخیار، ص ۲۸۹۔ شیخ ظہور حاجی

حمید حضور اور ان کے خلیفہ غوث گوالیاری کے خدمات کے لئے ملاحظہ ہو پروفیسر خلیق احمد نظامی کا مضمون :

The Shattari Saints and their attitude towards the States Medieval India Quarterly, Vol-I, No. 2, October 1950.

- ۳۵۔ شیخ ابو الفتح ہدیۃ اللہ سرمست کے دو اور خلفاء تھے شیخ تاج الدین شطاری اور شیخ منگن شطاری ملاحظہ ہو ملفوظات رکن الدین شطاری، ورق ۳ الف۔
- ۳۶۔ اذکار ابرار ترجمہ گلزار ابرار، ص ۲۲۳۔
- ۳۷۔ شیخ کمال الدین سلیمان قریشی مصنف گلزار ابرار غوثی شطاری مانٹوی کے پیر تھے۔ حالات کے لئے ملاحظہ ہو، اذکار ابرار ترجمہ گلزار ابرار، ۲۰۸۔ ۲۰۷۔
- ۳۸۔ ملفوظات رکن الدین شطاری۔
- ۳۹۔ ایضاً۔
- ۴۰۔ ایضاً، ورق ۶۳ الف۔
- ۴۱۔ میر امام الدین راجگیری نے بڑی کاوش سے یہ ملفوظات جمع کئے ہیں اور تاریخ، سنہ اور وقت ملاقات بھی درج کیا ہے۔ ۷۲ اوراق کے اس مخطوطے میں انہوں نے کچھ وقفے کے ساتھ ۱۱۰۳ھ مطابق ۱۶۹۲ء سے ۱۱۱۷ھ مطابق ۱۷۰۵ء تک کے بیانات درج کئے ہیں۔ چونکہ میر امام الدین راجگیر میں رہتے تھے اور وقتاً فوقتاً اپنے شیخ سے ملنے جندھا جاتے تھے لہذا کچھ وقفوں کا ہونا فطری ہے۔ دوسرے یہ کہ ملفوظ جمع کرنے کا خیال بھی انہیں دیر سے ہوا۔
- ۴۲۔ ملفوظات رکن الدین شطاری، ورق ۷۲ ب۔
- ۴۳۔ سجادگی کے وقت شیخ محمد شفیع کی عمر کم تھی اسی لئے شیخ رکن الدین نے میر امام الدین کو وصیت کی تھی کہ،
- در حق بابا محمد شفیع مہربانی خواہید کرد
- گمان ہوتا ہے کہ شیخ محمد شفیع کی تعلیمات میر امام الدین راجگیری کی نگرانی میں مکمل ہوئیں۔
- ۴۴۔ شیخ رکن الدین شطاری نے ۱۰۶۸ھ مطابق ۱۶۸۷ء میں میر امام الدین راجگیری کو خرقہ و خلافت عطا کیا۔ ملاحظہ ہو مناہج الشطار، ورق ۳۶۱ الف۔
- ۴۵۔ میر سید علی عرف منجھن دانشمند کے جد اعلیٰ میر سید عماد الدین محمد حسنی البقادی ہندوستان تشریف لائے، پہلے دہلی پھر جونپور میں قیام پذیر ہوئے۔ میر منجھن کے والد میر سید محمد جیو دانشمند جونپور سے بہار تشریف لائے اور راجگیری میں قیام پذیر ہوئے۔ مولوی کریم الدین نے میر سید محمد جیو دانشمند کو سلطان فیروز شاہ شرقی کا داماد اور مخدوم بدر الدین بدر عالم زاہدی کا ہم زلف لکھا ہے۔ مولوی کریم الدین کا یہ بیان گمراہ کن ہے کیونکہ شرقی سلاطین میں فیروز شاہ نام کا کوئی بادشاہ نہیں گذرا اور مخدوم بدر عالم زاہدی اور میر سید محمد جیو ہندوستانی ہیں۔ مخزن الانساب، پٹنہ ۱۳۳۲ء، ص ۱۶۔
- ۴۶۔ میر امام الدین کو ان کے والد نے ۱۰۹۳ھ مطابق ۱۶۸۳ء میں خلافت سے سرفراز کیا۔ مناہج الشطار، ۳۶۲ الف۔
- ۴۷۔ شاہ نعمت اللہ فیروز پوری کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو، مناہج الشطار ورق ۵۹ ب۔ ۶۳ ب ونیز ملاحظہ ہو عبدالحمی، نزہۃ الخواطر، حیدرآباد، ۱۹۷۰ء جلد ۵، ص ۲۳۔ ۲۲۳، اعجاز الحق قدوسی، تذکرہ صوفیائے بنگال، لاہور ۱۹۶۵ء، ص ۲۱۔ ۳۱۹۔

- ۳۸۔ مناهج الشطار ، ورق ۶۳ ب۔
- ۳۹۔ اوراد امام الدین راجگیری کا نسخہ خانقاہ مجیبہ پهلوارى شرف كے كٹبخانے ميں موجود ہے اور مدن الاسراں كے نسخے كے ساتھ مجلد ہے۔
- ۵۰۔ راقم الحروف ملفوظات ركن الدين شطاری کا نسخہ خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری ، پٹنہ كے لٹری ایڈٹ كر رہا ہے۔
- ۵۱۔ اذكار ابرار ترجمہ گلزار ابرار ، ص ۱۶۲
- ۵۲۔ طے كے روزے كا انطار صرف تین گھونٹ پانی سے ہوتا ہے اور پھر دوسرے روزے كی نیت كر لی جاتی ہے۔
- ۵۳۔ ملفوظات ركن الدين شطاری ورق ۳۸ ب۔
- ۵۴۔ اذكار ابرار ترجمہ گلزار ابرار ، ص ۲۲۳۔
- ۵۵۔ ملفوظات ركن الدين شطاری ، ورق < ب۔
- ۵۶۔ ایضاً ، ورق ۱۵ الف۔ دیوان ہمایوں بادشاہ ، مخطوطہ خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری ، ایکسیشن نمبر ۱۲۵۹ ، ورق ۲۱ الف پر اس رباعی كا دوسرا شعر موجود ہے۔ دیوان ہمایوں كا یہ نسخہ نامکمل ہے۔
- ۵۷۔ ایضاً ، ورق ۳۵ ب
- ۵۸۔ ایضاً۔
- ۵۹۔ ایضاً ، ورق ۳۵ الف
- ۶۰۔ ایضاً ، ورق ۴۳ ب۔
- ۶۱۔ ایضاً ، ورق ۱۶ الف
- ۶۲۔ مخزن الانساب ، ص ۱۸ و نیز ص ۳۷۔

